شادی خانہ آبادی

میاں انوار اللہ

شادی خوشیوں کا گہوارہ ہے۔ مذہب میں ایک مقدس فریضہ ہے۔ظاہری طور پر تو دو خاندان ہی ملتے نظر آتے ہیں۔لیکن یہی شادی حرمت والے رشتوں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نئے خاندانوں کے معرض وجود میں آنے کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔اسی سے وراثت کے اہم مسائل جنم لیتے ہیں۔ ہر قسم کے دکھ سکھ میں ایک دوسرے سے ہمدردی کرتے ہیں۔ زندگی میں پیش آنے والے بعض مسائل کے حل میں رشتے ناتے بہت نمایاں رول ادا کرتے ہیں۔

اس خوشیوں بھری تقریب کو بھی ہم نے غیروں کی نقالی میں اپنی انا کا مسئلہ اور بے جا رسوم اور خواہشوں کا پلندہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ ہر کوئی ان بے جا رسموں کا شاکی ہے، لیکن جب اس کے اپنے بیٹے ، بیٹی کی شادی کی تقریب ہوتی ہے تو دوسروں سے دس ہاتھ آگے نظر آتا ہے، اپنے اس غلط طرزِ عمل کو کیموفلاژ کرنے کے لیے وہ عذرِ لنگ بھی تلاش کر لیتا ہے۔ آخر کسی نہ کسی اللہ کے بندے کو تو بے جا رسوم اور خواہشات کے آگے بند باندھنے کے لیے منصفانہ موقف پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا چاہیے! یہ بگاڑ انسانوں کا پیدا کردہ ہے اور انسانوں کا ہی فرض ہے کہ اس کی اصلاح کے لیے سنجیدہ کوشش کریں۔اور رب تعالیٰ کے اس فرمان کو نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیں: ﴿ومن یؤت الحکمة فقد أوتی خیرا کثیرا﴾ (البقرۃ:۲۶۹) ’’جو شخص حکمت اور سمجھ دیا جائے اسے بہت ساری بھلائی دی گئی‘‘۔

شادی کی تقریب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انتہائی سادہ ہے۔عورت کے ولی اور گواہوں کی موجودگی میں نکاح پڑھا کر۔مہر ادا کر کے اور فوری ادائیگی نہ ہو سکے تو مقرر کر کے دلہن کو اپنے گھر لے آئے۔ زوجین کے تعلقات قائم ہونے کے بعد دعوت ولیمہ کر دی۔ یاد رہے کہ ولیمہ حسب توفیق ہو۔ یہ اللہ کے حضور اظہار تشکر ہے۔ ﴿لینفق ذو سعة من سعته﴾ (الطلاق:٦) ’’اور اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرو‘‘☆

☆۔قرآنی تعلیمات نے ہمیں یہ سبق دیا ہے ﴿لینفق ذو سعة من سعته ومن قدر علیه رزقه فلینفق مماآته الله لایکلف الله نفسًا الا ماآتها سیجعل الله بعد عسر یسرًا۝﴾ اس آیت کی رو سے بچے کا باپ مطلقہ حاملہ کو وضع حمل تک اور رضاعت کی صورت میں تکمیل رضاعت تک نان ونفقہ ادا کرنے کا پابند ہے۔ یہ خرچ انسان کی مالی گنجائش اور معیار زندگی کے مطابق ہونا چاہیے۔اس آیت کا سیاق نومولود کے باپ کو اپنے بچے کی خاطر اپنی مطلقہ کی کفالت میں فراخدلی اور فیاضی کا مظاہرہ کرنے کی ترغیب وتاکید کر رہا ہے۔پس اس کو دعوت ولیمہ میں بے تکلفی اور سادگی پر محمول کرنا بعید ہے۔ (ابو محمد)

حدیث رسول ﷺ پڑھ لیجیے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح میں ''بکری کا گوشت اور روٹی'' جبکہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں ''ستو اور کھجور'' کا ولیمہ تھا۔(ابو داؤد، الاطعمۃ،ح ۳۴۴)انگلش میں محاورہ ہے (Cut your coat according to your cloth) ''جتنی چادر دیکھو اتنے پاؤں پھیلاؤ''۔

اب مہر کے بارے میں سنیے: (سنن ابی داؤد مترجم جلد دوم کتاب النکاح ص۱۴۴ تا ۱۴۵)

احادیث مبارکہ ہیں:

۱۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ''ایک نواۃ'' سونا جو وزن میں پونے سولہ ماشے اور بعض کے نزدیک کھجور کی گٹھلی برابر سونا ہے۔اتنا مہر دے کر ایک عورت سے نکاح کیا۔

۲۔رسول اللہ ﷺ نے ایک مرد (جو انتہائی مفلس تھا) کا ایک عورت کے ساتھ نکاح قرآن مجید کی سورتیں بطور مہر مقرر کرتے ہوئے کر دیا'' (تاکہ یہ مرد اپنی بیوی کو قرآن شریف کی ان سورتوں کی تعلیم دے) (متفق علیہ)

یہ حکمت بھری تعلیم رب کائنات نے رسول اللہ ﷺ کو اس لیے دی کہ انسان مروجہ بے جا رسم و رواج کے بوجھ سے نجات حاصل کر سکے۔

ہماری سوسائٹی میں شادی منگنی سے شروع ہوتی ہے۔جبکہ دین اسلام میں منگنی کی تقریب کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔لیکن ہم نے اسے گلے لگایا ہوا ہے۔جواز میں کہا جاتا ہے کہ خوشی کا موقع ہے۔اس دکھوں بھری دنیا میں یہ چند خوشی کے لمحات بھی نہ منائیں تو کیا کریں؟!

منگنی کیا ہے؟ اسے بھی شادی ہی سمجھ لیں۔طرفین کا بار بار آنا جانا، نمائش زیورات، قیمتی لباس اور کرنسی کا لین دین۔غرضیکہ یہ چکا چوند تقریب متعدد دلگزری ڈشوں پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔منگنی دراصل ''انا'' کی پیداوار ہے۔تاکہ محلے میں نام ہو، کہ کوئی ''اونچی ناک والا'' یہاں پر رہتا ہے۔

مہندی: یہ رسم بھی بے سروپا ہے۔ہندوازم کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خالصتاً غیر اسلامی ہے۔صدیوں تک ہندو اکثریتی معاشرے میں رہنے کی وجہ سے یہ رسم سوہان روح بن کر ہمیں ڈس رہی ہے۔یہ رسم تو اتنی بے حیائی و بے پردگی کی آئینہ دار ہے کہ الامان والحفیظ۔عورتوں کا مہندی لے کر جانا اور وہ بھی موم بتیوں کی روشنی میں یہ سین فلمی سین سے کم نہیں ہوتا۔عورتوں نے خوب میک اپ کیا ہوتا ہے اور زرق برق لباس کا پہناوا موم بتیوں کی مدھم روشنی بالوں کی

نمائش، لباس کی تراش خراش ایسی کہ مسلم اور غیر مسلم عورت کی تمیز ختم ہوتی ہے۔

مرد حضرات باپ، خاوند، بھائی وغیرہ دیکھتے ہیں، لیکن بمصداق:

''ٹک ٹک دیدم۔ دم نہ کشیدم'' کے مصداق بنے ہوتے ہیں۔ پھر بھی ہم پکے مسلمان ہیں!

شادی: سیدۃ النساء حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی شادی سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ ہم نے حکم ''لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ '' بھی پڑھا ہوا ہے۔ ہماری اکثریت یہ بھی جانتی ہے کہ رب کائنات نے قرآن مجید میں یہ فرمایا ہے: ﴿**لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوۃ حسنة لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا** ۞﴾ (الاحزاب: ۲۱) ''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ موجود ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔

یہ حکم عام ہے۔ آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال میں ہم مسلمانوں کو آپ کی اتباع لازم ہے۔ قرآن مزید کہتا ہے ﴿**قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم**﴾ (آل عمران: ۳۱) ''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔'' اس ضمن میں حدیث رسول ﷺ بھی پڑھ لیں (**من عمل عملا لیس علیه أمرنا فهو رد**) (صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب اذااصطلحوا علی صلح جور) ''جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا معاملہ نہیں (یعنی ہمارے بتلائے ہوئے طریقے سے مختلف ہے) تو وہ مسترد ہے''۔

پردہ کا حکم ربانی سنیے:

﴿**قل للمؤمنین یغضوا من أبصارهم ویحفظوا فروجهم ذلک أزکی لهم ان اللہ خبیر بما یصنعون** ۞﴾ (الاحزاب: ۳۰) ''مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں۔ یہی ان کے لیے پاکیزگی ہے۔ لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے باخبر ہے۔''

﴿**وقل للمؤمنٰت یغضضن من أبصارهن ویحفظن فروجهن ولایبدین زینتهن الا ماظهر منها ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن ولایبدین زینتهن الا لبعولتهن او اٰبائهن او اٰباء بعولتهن او ابنائهن او ابناء بعولتهن او اخوانهن او بنی اخوانهن او بنی اخواتهن او نسائهن او ماملکت ایمانهن او التابعین**

غیر اولی الاربة من الرجال او الطفل الذین لم یظهروا علی عورت النساء ولا یضربن بارجلهن لیعلم مایخفین من زینتهن وتوبوا الی الله جمیعا ایه المؤمنون لعلکم تفلحون ﴾ (الاحزاب: ۳۱) ''مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے، اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں (چادروں) کے بکل مارے رہیں (ایک سرا کندھے سے پشت کی طرف ڈال دیں) اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے، یا اپنے والد کے یا اپنے سسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا خاوندوں کے لڑکوں کے (دوسری بیوی سے) یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے، یا اپنے بھانجوں کے۔ یا اپنی میل جول کی عورتوں کے، یا غلاموں کے یا ایسے نوکروں کے جو شہوت والے نہ ہوں، یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے آگاہ نہیں۔ اور اس طرح زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔ اے مسلمانو! تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو تاکہ نجات پاؤ۔''

یہ ہے اسلام کی ''حکمت''۔ جب لباس اور زیور کا اظہار غیر مردوں کے سامنے ممنوع ہے۔ تو جسم کو عریاں اور نمایاں کرنے کی اجازت کب اور کہاں ہے؟

﴿ماظھر منھا﴾ سے مراد وہ حصہ جسم ہے جو عام طور پر چھپائی نہیں جاتیں۔ ہاتھ کی ہتھیلیاں، آنکھیں، انگوٹھی، مہندی وغیرہ بوقت ضرورت ظاہر ہوتی ہے۔

جہیز: اسے شادی کا ایک لازمی اور اہم عنصر بنایا گیا ہے۔ جہیز کی لعنت سے ہر کوئی شاکی ہے۔ آج کل اکثر و بیشتر بیٹیاں جہیز میسر نہ ہونے کی وجہ سے چالیس پچاس سال کی عمر تک جا پہنچتی ہیں۔ یہ وہ عمر ہے جس میں اکثر لڑکیاں ماں بننے کی صلاحیت کھو دیتی ہیں۔ اکثر جگہ لڑکے کے والدین لمبی چوڑی لسٹ لڑکی کے والدین کو تھما دیتے ہیں کہ یہ جہیز چاہیے۔ لڑکی والے چاروناچار تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ تصویر کا ایک ہی رخ ہے۔ مشاہدہ ہے کہ اس میں آج تک زیادہ قصوروار لڑکی کے والدین ہوتے ہیں، جو رشتہ طے ہونے کے بعد سے لڑکے والوں کو شادی سے پہلے ہی شاہانہ پروٹوکول دینا شروع کر دیتے ہیں، تاکہ ان کا نام لڑکی کے سسرال میں انتہائی عزت و احترام سے لیا جائے۔ یہ بے جا protocol خود بخود ہی منہ مانگے جہیز لینے کا راستہ ہموار کرتا ہے۔ ادھر لڑکے والوں کو احساس کرنا چاہیے کہ وہ ''بہو'' بیاہ کر لا رہے ہیں، یا لوٹ مار کر کے دنیا جہاں کی تمام آسائشی چیزیں! دیکھا گیا ہے کہ یہی لڑکے والی فیملی مستقبل میں جب اپنی بیٹی کی شادی کرتی ہے تو یہی درگت

بنتے دیکھ کر آنکھوں میں ٹکے دے دے کر روتی ہے۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی سمدھی بھائی بہن سے جو ناروا سلوک کیا تھا وہی آپ کے ساتھ ہو رہا ہے۔یہ تو مکافات عمل ہے۔''جیسا کرنا ویسا بھرنا۔''

ہمارا اشرافیہ طبقہ شادی پر روپیہ پانی کی طرح بہاتا ہے۔اس کی تقلید میں کم حیثیت لوگ قرضہ لے کر یہ معیار برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

برات: موجودہ شکل میں مروجہ برات کا پس منظر یہ ہے کہ آج سے اسی نوے سال قبل جبکہ تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی،شادی کی تقریب رات کو منعقد ہوتی تھی۔گاؤں قریب قریب تھے،دو چار آدمی گئے نکاح کر کے دلہن کو لے آئے۔لیکن اکثر اوقات راستے میں ڈاکو لوٹ مار مچا دیتے،شادی کا سامان بمعہ زیورات لوٹ لیتے۔اس خطرے کے تدارک کے لیے لوگوں کی خاطر خواہ تعداد جن میں جوان لڑکے اکثریت میں ہوتے کلہاڑیوں،لاٹھیوں اور برچھوں سے مسلح ہو کر برات کی شکل میں جاتے۔اس سے لوٹ مار کا خاتمہ ہو گیا۔آجکل کی برات اس کی modigied شکل ہے،جو کھانے کی صورت میں ہوٹلوں اور شادی ہالوں میں میزبان کا بھرکس نکال دیتی ہے۔سعودیہ میں یہ تمام اخراجات لڑکے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

قرآن کے ساتھ شادی: وطن عزیز میں کئی جگہوں پر والدین اپنی بیٹی کی شادی ''قرآن'' سے کر دیتے ہیں۔مقصد اس کا اپنی جائیداد کو تقسیم ہونے سے بچانا ہوتا ہے۔لڑکی تمام عمر کنوار پن میں گزار کر قبر میں چلی جاتی ہے۔اس کے والد محترم بھی اس سے پہلے اس دارِ فانی سے کوچ کر جاتے ہیں۔حالانکہ ہر انسان ساری زندگی یہ دیکھتا ہے کہ پیدائش پر بچہ خالی ہاتھ دنیا میں آتا ہے اور موت پر بھی انسان خالی ہاتھ ہی قبر میں جاتا ہے۔لیکن پھر بھی ''انا'' غالب آجاتی ہے۔

یہ بے جا اور بے سند رسمیں عزت کا معیار سمجھی جاتی ہیں۔کیونکہ ان سے بے جا ''انا'' تسکین پاتی ہے☆۔ ''الحکمۃ'' کی کوئی پرواہ نہیں۔رب کائنات کا فرمان پڑھیے ﴿**ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنفقين لايعلمون ۞**﴾ (المنافقون:۸) ''اور عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور مؤمنوں کے لیے ہے۔لیکن یہ منافق نہیں جانتے۔''

☆ قرآن کے ساتھ شادی کی مجبوری غالباً جہیز اور شادی کے بھاری اخراجات سے عاجزی کی علامت یا صنف نازک کو اس کے شرعی حق وراثت سے محروم کرنے کی سازش ہے۔ہر دو صورت اسے بخل ولالچ کا مظہر کہہ لیں،لیکن ''انانیت'' کے تو سراسر خلاف ہے۔(ابو محمد)